بموقع: ۱۷۵/واں جشنِ ولادت

سراج السالکین حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں قدس سرہ

آبروئے خاندانِ برکات

تقریر: سیّد آلِ رسول حسنین میاں نظمی قادری برکاتی نوری

ترتیب: محمد زبیر قادری

حسبِ فرمائش: (اسیر مفتی اعظم) محمد سعید نوری

ناشر: رضا اکیڈمی

۵۲، ڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی۔ ۹ فون: 6634 2156

بموقع: ۲۸/ واں عرسِ حضور مفتیِ اعظم
۱۴/ محرم الحرام ۱۴۳۰ھ/ ۱۲/ جنوری ۲۰۰۹ء

آبروئے خاندانِ برکات

تقریر: سید ملت حضرت سیّد آلِ رسول حسنین میاں نظمی مارہروی

ترتیب: محمد زبیر قادری

حسبِ فرمائش: محمد سعید نوری

ناشر: رضا اکیڈمی
۵۲، ڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی۔ ۹   فون: 6634 2156
Email: razaacademy@hotmail.com
سن اشاعت: ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء   سلسلۂ اشاعت: ۶۰۵

عرضِ مرتب

''آبروئے خاندانِ برکات'' گلِ گلزارِ برکاتیت سید ملّت حضرت سید حسنین میاں نظمی، سجادہ نشین مارہرہ مطہرہ کی وہ تقریر ہے جو گزشتہ دنوں مدینہ منورہ کی ایک محفل میں رمضان المبارک کے موقع پر کی گئی تھی۔ ۱۷ر ستمبر ۲۰۰۸ء شب جمعرات میں رمضان المبارک کے آخری ایام اور بڑی راتوں میں سے ایک میں یہ پروگرام منعقد ہوا۔ اس نوری محفل کا انعقاد گنبدِ خضریٰ کے سامنے ہوٹل روضۂ مبارک کے دسویں منزلے پر عبدالرزاق رضوی (عرف راجا بھائی) نے کیا تھا۔ جس میں مدینہ منورہ میں روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے جانے والے جناب محمد سعید نوری، جناب محمد سہیل روکڑیا رضوی، مولانا ولی اللہ شریفی ممبئی، جناب حاجی توفیق رضوی (ناندیڑ)، جناب عبدالغفار رضوی (بابو بھائی) ممبئی، جناب عبدالمجید موتی والے ممبئی، جناب ہارون بھائی مچھلی والے ممبئی، جناب محمد الیاس رضوی (بھوکر)، اقبال بھائی یونیک فٹ ویر، محمد حنیف باٹلی والے اور دیگر احبابِ اہلِ سُنّت شریک تھے۔ اس موقع پر حضرت سید نظمی میاں قبلہ نے اس محفل کو رونق بخشی اور اپنی نعتوں و بیان سے محفل کو یادگار بنا دیا۔

حضور سید نظمی میاں قبلہ نے اس مختصر تقریر میں سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے متعلق اپنی چند یادوں کا بہت محبت بھرے انداز سے تذکرہ کیا ہے۔ اس تقریر سے ہمیں یہ اندازہ ہوتا ہے کہ مارہرہ مطہرہ کے بزرگ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا اور حضور مفتیِ اعظم کے مقام و مرتبے سے بخوبی واقف تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ انہیں اس قدر چاہتے تھے۔ شہزادگانِ مارہرہ ان دو عظیم شخصیتوں کو اتنا چاہتے ہیں کہ بزرگانِ مارہرہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ مارہرہ کے یہ بزرگان ہمیشہ اعلیٰ حضرت اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کے دفاع میں پیش پیش رہے۔ اور آج بھی شہزادگانِ مارہرہ مقدسہ کا یہ وطیرہ ہے کہ وہ مسلکِ اعلیٰ حضرت کی سرپرستی فرماتے ہیں اور مخالفین کا تعاقب کر کے دندان شکن جواب دیتے ہیں۔

اس پروگرام کو جناب راجہ بھائی نے اپنے موبائل فون میں ریکارڈ کر کے محفوظ کرلیا۔ اِس حقیر کو حکم ہوا کہ اسے تحریر کی شکل دے دو، تا کہ عام کیا جا سکے۔ بانیِ رضا اکیڈمی جناب الحاج محمد سعید نوری صاحب قبلہ نے بھی اس کی اشاعت پر خصوصی اصرار کیا تو احقر نے اس تقریر کو تحریر کا لباس پہنانے کی کوشش کی۔ اللہ ربّ العزت ہم گنہگاروں پر مارہرہ و بریلی شریف کے بزرگوں کا سایہ ہمیشہ قائم و دائم رکھے۔ آمین

محمد زبیر قادری عفی عنہ

نعت

بفرمائش جناب عبدالرزاق برکاتی نوری عرف راجہ بھائی

از: سیّد آلِ رسول حسنین میاں نظمی مارہروی

بڑی تاویلیں کرتے ہیں جو اپنی نعت خوانی کی
پڑھی جاتی ہیں یوں نعتیں یہ ہم اُن کو سکھائیں گے

ارے تم مَرد ہو مَردوں کی جیسی حرکتیں سیکھو
کرو مت نقل زنخوں کی یہ ہم اُن کو بتائیں گے

ہے اتنا یقیں آقا پھر ہم کو بلائیں گے
گنبد بھی دکھائیں گے، قدموں میں بٹھائیں گے

سجدے جو کریں گے ہم سرکار کی مسجد میں
محشر میں وہی سجدے دوزخ سے بچائیں گے

ہم عشق کے بندے ہیں ہم سے نہ کوئی اُلجھے
ہم نام پہ آقا کے گردن بھی کٹائیں گے

طیبہ کا ہر اک ذرّہ عظمت کا ہمالہ ہے
ان ذرّوں کو آنکھوں سے ہم اپنی لگائیں گے

اے ارضِ بقیع تیری زیارت بھی کریں گے ہم
شہدائے اُحد سے بھی ہم فیض اُٹھائیں گے

طیبہ کی دُکانوں سے ہم چیزیں خریدیں گے
یوں اپنی کمائی میں ہم برکتیں پائیں گے

قوّالوں نے نعتوں کے میداں میں قدم رکھا
ہم ایسے گویّوں کو دروازہ دکھائیں گے

راجہ نے سجائی ہے نعتوں کی جو یہ محفل
نظمی جی کلام اس میں کچھ تازہ سنائیں گے

☆☆☆☆

(رقم کردہ بمقام: مدینہ منورہ، ۲۵ رویں شب رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ)

آرزوئیں کیسی ہیں!

سیّد آلِ رسول حسنین میاں نظمی مارہروی قدس سرہٗ

آرزوئیں کیسی ہیں کاش یوں ہوا ہوتا
بو جہل کے ہاتھوں میں کنکری بنا ہوتا
اپنے آقا کے آگے کلمہ تو پڑھا ہوتا
غیب داں نبی کا ایک معجزہ بنا ہوتا
آرزوئیں کیسی ہیں، کاش یوں ہوا ہوتا

مَیں بھی کعبہ کی چھت پر بُت بنا گڑا ہوتا
آقا کے اشارے پر اوندھا گر گیا ہوتا
اور اُن کے قدموں کا بوسہ لے لیا ہوتا
خاک پائے اقدس کا حصّہ بن گیا ہوتا
آرزوئیں کیسی ہیں، کاش یوں ہوا ہوتا

کاش میں حلیمہ کی بکری ہی رہا ہوتا
آقا مجھ کو لے جاتے، بَن میں چر رہا ہوتا
دودھ دوہتے آقا اپنے دستِ اقدس سے
آج تک مقدّر پر ناز کر رہا ہوتا
آرزوئیں کیسی ہیں کاش یوں ہوا ہوتا

ایک چٹان کی صورت کاش مَیں رہا ہوتا
آقا پاؤں رکھ دیتے، موم بن گیا ہوتا
نوری عکس قدموں کا دل میں بھر لیا ہوتا
اُن کے جاں نثاروں کے دل میں بس گیا ہوتا
آرزوئیں کیسی ہیں، کاش یوں ہوا ہوتا

کاش اپنے آقا کا نعلِ پاک ہی ہوتا
ہمہ وقت قدموں سے لپٹا ہی رہا ہوتا
جب کبھی مَیں پھٹ جاتا، اپنے ہاتھ سے گھٹتے
تاج داروں کے سر کا تاج بن گیا ہوتا
آرزوئیں کیسی ہیں، کاش یوں ہوا ہوتا

کاش اپنے آقا کی اونٹنی ہی رہا ہوتا
قصویٰ قصویٰ کہہ کہہ کر مجھ کو ہانکتے جاتے
میری پیٹھ پر کرتے کعبے کا طواف آقا
حشر میں آقا کے زانوؤں تلے رہتا
آرزوئیں کیسی ہیں، کاش یوں ہوا ہوتا

نظمیؔ تم تو بھولے ہو، ایسا کیوں ہوا ہوتا
آلِ فاطمہ ہونا ربّ نے جب لکھا ہوتا
اہلِ بیت میں ہونا ربّ نے جب لکھا ہوتا
آلِ مصطفیٰ ہونا ربّ نے جب لکھا ہوتا
آرزوئیں کیسی ہیں، کاش یوں ہوا ہوتا

☆......☆......☆......☆......☆

سرکار مفتیِ اعظم ہند

سرکار مفتیِ اعظم ہند رحمۃ اللہ نے ابّا کے چہلم میں شرکت کی۔ وہ مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے شریک ہوئے تھے۔ مسجد کے سامنے دالان ہے ہماری خانقاہ میں، وہاں بیٹھے ہوئے تھے چارپائی پر۔ اور لوگوں کا ہجوم تھا۔ سرکار مفتیِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ ایک تعویذ تو لکھتے نہیں تھے، پانچ پانچ تعویذ لکھتے تھے۔ ایک درخت پر باندھنے کا، ایک سمندر میں بہانے کا، ایک دھو کر پلانے کا، ایک گھر میں کہیں محفوظ جگہ پر رکھنے کا اور ایک گلے میں ڈالنے کا...... یہ سب لکھ رہے تھے۔

اتنے میں چچا میاں نے مجھ سے کہا کہ للاّ چلو سجّادگی کے اپنے کپڑے جو ملبوسات ہیں بزرگوں کے، وہ لے کر چلو۔ درگاہ شریف پہنچو۔ تو حضور اچھے میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سیدنا شاہ حمزہ جو اُن کے والد ہیں، اُن کے بیچ میں ایک جگہ ہے درگاہ شریف میں، وہاں سجّادگی کے کپڑے پہنائے جاتے تھے۔ تو مَیں چل دیا۔ حضور مفتیِ اعظم ہند قبلہ وہیں بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں چچا میاں بھی پہنچ گئے۔ حضور سرکار مفتیِ اعظم ہند قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خبر پڑی کہ مَیں پہنچ گیا ہوں درگاہ شریف میں۔ تو سب قلم کاغذ سب لوگوں کو چھوڑ چھاڑ اور پھر پنجوں کے بل تقریباً دوڑتے ہوئے پہنچے۔ اور ہلکی ہلکی بوندیں پڑ چکی تھیں، بوندا باندی ہو چکی تھی۔ فرش گیلا تھا۔ اُس میں پنجوں کے بل چلتے ہوئے سرکار مفتیِ اعظم ہند قبلہ درگاہ شریف پہنچے۔ دروازہ کھولا گیا، جو دوسرے کے لیے کبھی نہیں کھلتا تھا۔ یہ صرف سرکار مفتیِ اعظم ہند قبلہ کا منصب تھا، جو میرے خاندان کے بہت چہیتے شہزادے تھے اور میرے خاندان کے چشم و چراغِ خاندانِ

برکات کے بیٹے تھے۔ اعلیٰ حضرت کے بیٹے تھے۔ تو اعلیٰ حضرت کے بیٹے کے لیے وہ بند دروازہ درگاہ شریف کا پھر سے کھولا گیا۔ حضور مفتیِ اعظم قبلہ تقریباً ہانپتے ہوئے پہنچے...... کمزور، ناتواں تھے۔ بہت کمزور تھے، مگر روحانی طور پر بہت طاقت ور تھے آپ۔ روحانی طور پر رستمِ زماں تھے۔ لیکن جسمانی طور پر بڑھاپے میں کافی علیل رہنے لگے تھے۔ خیر پہنچے، تو ابّا نے اپنے وصیّت نامے میں لکھا تھا کہ میرے چہلم کے دن حسنین اپنا عمامہ، سجّادگی کا عمامہ وہ اپنے چچا حسن میاں سے پہنیں، حسن میاں سے بندھوائیں۔ تو اُسی وصیت کے مطابق چچا میاں نے جو ہے عمامے کا ایک گھیرا باندھا۔ اور اس کے بعد حضور مفتی اعظم ہند کے حوالے کر دیا۔

کیوں کہ یہ اُنہی کا منصب تھا، سرکار مفتیِ اعظم کا منصب تھا۔ اب سرکار مفتیِ اعظم ہند...... مسئلہ یہ پیش آیا کہ مَیں لمبا، سرکار کا قد چھوٹا، تو اب مَیں نے جھکنا چاہا۔ کہا نہیں، مخدوم نہیں جھکیں گے، بلکہ خادم اپنا منصب پورا کرے گا۔ مفتیِ اعظم ہند قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پنجوں کے بل اُچک اُچک کر میرا عمامہ باندھا۔ پورا عمامہ جب باندھ چکے اور جب پورے ملبوسات مَیں پہن چکا، تو مَیں بیٹھا، تو خاندان کا قاعدہ ہے کہ اب نذریں گزاری جائیں گی، سلطان تیار ہو گیا ہے، تخت پر بیٹھ گیا ہے۔ تو سب سے پہلی نذر بڑے بڑے جو پہلے دس روپے کے نوٹ آتے تھے، وہ پانچ نوٹ مفتیِ اعظم قبلہ نے ایک لفافے میں دیئے۔ الحمد للہ وہ خزانہ آج بھی میرے پاس ہے۔ وہ خزانہ ہے اور مَیں اپنے آپ کو پتہ نہیں کتنا غنی سمجھتا ہوں اُس لفافے کے بل بوتے پر۔ وہ مجھے نذر پیش کی۔

میری امّی نے اُس لفافے پر اپنے ہاتھ سے لکھا ہے ''حضور مفتیِ اعظم کی نذرِ سجّادگی''۔ وہ میرے پاس اب بھی محفوظ ہے۔ مَیں اُس میں سے کبھی نکال لیتا ہوں جب کوئی پیسوں کی کمی ہوتی ہے تو نکال کر پھر سے چوم کر رکھ دیتا ہوں۔ تو پھر سے پیسہ

بھر جاتا ہے۔ یہ میرے مفتیِ اعظم ہند کی کرامت ہے۔

اُس کے بعد مَیں باہر گیا جب سجّادگی کی رسم پوری ہوگئی۔ تو چچا میاں نے کہا کہ سرکار مفتیِ اعظم بھوکے ہیں، جاؤ اور انہیں کھانا کھلاؤ۔ مَیں باقاعدہ بغل پکڑ کے سرکار مفتیِ اعظم ہند قبلہ کو اپنے حجرے میں لے گیا، حجرۂ سجّادگی میں۔ یہ حضور اچھے میاں کا حجرہ ہے۔ جو میرے حصّے میں آیا ہے، الحمدللہ۔ اور وہ تخت بھی میرے حصّے میں آیا ہے، جس پر بیٹھ کر شاہ آلِ رسول نے اعلیٰ حضرت کو بیعت فرمایا تھا۔ تو مَیں اندر لے گیا۔ اور سرکار مفتیِ اعظم کو یہ معلوم تھا کہ یہ وہ حجرہ ہے جہاں سے سرکار کو نسبت ملی، بریلی والوں کو نسبت ملی۔ یہ وہ حجرہ ہے۔ تو وہ قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے اور تخت کی طرف منہ کر کے بیٹھے۔ اور اُس کے بعد درود شریف پڑھنا شروع کیا۔

مَیں نے کھانا منگوایا۔ تو امّی نے حضور مفتیِ اعظم ہند قبلہ کے لیے بکری کا قورمہ بنایا تھا۔ پھُلکے بنائے تھے۔ چھوٹے چھوٹے جو وہ پھُلکے کھایا کرتے تھے۔ تو مَیں نے احتیاطاً دہی منگوالیا بازار سے۔ کہ دیکھیے، معلوم نہیں ہے مفتیِ اعظم قبلہ کو کہ دہی بازار کا ہے۔ لیکن سرکار نے ایک نوالہ نہیں چکھا اُس میں سے۔ کیوں؟ ہندوؤں کے یہاں سے آیا ہے۔ غیر مسلم کے یہاں سے آیا ہے۔ ایسی احتیاط اور ایسا اُن پر کرم اور ایسا علم اُن کو کہ جو اللہ کے ولی اپنی روح کی نظروں سے دیکھا کرتے ہیں۔ اُن کی روحانی نظریں بہت تیز ہوا کرتی ہیں۔ بہت sharp ہوا کرتی ہیں۔

سرکار کو مَیں نے کھانا کھلایا۔ تو آپ نے باقاعدہ پورا بھر پیٹ کھانا کھایا سرکار نے، میرے حجرے میں بیٹھ کر۔ پھر اُس کے بعد مجھے خوب دعائیں دیں، بہت دعائیں دیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ وہ دعاؤں کا اگر اسّی فی صد حصّہ بھی میرے حصّے میں آجائے تو میرا تو بیڑہ پار ہوجائے۔ مَیں تو کہتا ہوں کہ مَیں آپ سب لوگوں کو اُن دعاؤں میں حصّے دار بنالوں گا۔ اللہ تعالیٰ اُن دعاؤں میں آپ کو بھی حصّہ عطا فرمائے۔

سرکار مفتیِ اعظم قبلہ نے میرے لیے بھرپور دعائیں دیں۔

ایک اور واقعہ سناتا ہوں آپ لوگوں کو۔ جب یہ مشہور ہوا کہ بریلی شریف میں وہ اسٹیج گر گیا ہے، اور مشہور ہوگیا دنیائے سُنّیت میں کہ حضور مفتیِ اعظم ہند قبلہ بھی اسٹیج پر موجود تھے۔ وہ گر گئے اور اُن کی پسلیاں مضروب ہوگئیں، پسلیاں ٹوٹ گئیں۔ تو چچا میاں کو فکر لاحق ہوئی۔ مَیں اُس وقت سرکاری ملازمت میں تھا۔ مَیں گیا جب مارہرہ شریف تو چچا میاں نے کہا کہ للاّ تم بریلی شریف چلے جاؤ۔ ہمارے پاس تو کوئی ایسا ذریعہ ہے نہیں، ہم جا نہیں پائیں گے۔ ذرا مفتیِ اعظم کی خیریت دیکھ آؤ۔ جب مَیں گیا بریلی شریف میں تو وہاں کرفیو لگا تھا۔ کرفیو خانقاہ میں۔ یعنی کسی کو بارگاہ میں باریابی کی اجازت نہیں تھی۔ سب لوگ جمع ہیں۔ بمبئی کے مہمان، پتہ نہیں کہاں کہاں کے مہمان جمع ہیں۔ اور کسی کے لیے دروازہ نہیں کھل رہا ہے۔

اتفاق سے جو خادم تھے مولانا عبدالہادی، انہوں نے مجھے دیکھ لیا کہیں۔ بس اُن کے پیٹ میں ہضم نہیں ہوا۔ انہوں نے سب میں مشہور کر دیا کہ مارہرہ کے سجادہ نشین آئے ہیں، مارہرہ کے سجادہ نشین آئے ہیں۔ تو اب بھیڑ لگ گئی۔ ریحانی میاں، رحمانی میاں چلے آئے اپنے حجرے سے نکل کر۔ اپنے گھر لے جانے کے لیے اصرار کرنے لگے کہ پہلے یہاں آپ ناشتہ کر لیجیے، اس کے بعد پھر اندر جائیے گا۔ مَیں نے کہا نہیں، مَیں جس مقصد سے آیا ہوں۔ میری منزل ہے مفتیِ اعظم۔ اس وقت میری منزل مفتیِ اعظم ہیں۔ مَیں چچا میاں کے فرمان سے آیا ہوں۔ خیر خادم نے اندر خبر کی۔ میرے لیے دروازہ کھولا گیا۔ پیرزادے کے لیے دروازہ نہیں کھولیں گے تو کس کے لیے کھولیں گے۔ دروازہ کھلا، مَیں جب اندر داخل ہوا زنان خانے میں، تو حضور قبلہ مفتیِ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ عمامہ سمیت تیاری کیے ہوئے تھے، مجھ سے ملنے کے لیے۔ جب مَیں گیا، اور سلام عرض کیا، تو بہت لہک کے جواب دیا۔ اُس کے بعد کہا،

اپنا ہاتھ آگے بڑھائیے۔ مَیں نے ہاتھ بڑھا کے سرکار مفتیِ اعظم کی دست بوسی کی۔ اُس کے بعد حضور مفتی اعظم نے میرے ہاتھ چومے۔ اور اُس کے بعد سب سے پہلا سوال مجھ سے کیا، سیّد میاں کیسے ہیں؟ ابّا کے وصال کے بعد سے حضور مفتیِ اعظم ہند قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ معمول تھا کہ وہ جب بھی ملتے تھے، یہی کہتے تھے کہ سید میاں کیسے ہیں۔ یعنی اُن کو آخر وقت تک یقین نہیں تھا کہ سیّد میاں اس دنیا سے جا چکے ہیں۔ تو جب سوال پوچھا کہ سیّد میاں کیسے ہیں؟ تو مَیں نے کہا، الحمدللہ! بہت اچھے ہیں اور مارہرہ میں آرام کرر ہے ہیں۔ جھوٹ نہیں بولا مَیں نے، کہا، مارہرہ میں آرام ہی کرر ہے ہیں۔ پھر اُس کے بعد انہوں نے فرمایا کہ ہمارا اسلام عرض کر دینا۔ مَیں نے کہا، پہنچ گیا آپ کا سلام، وعلیکم السلام۔ اتنے میں بوڑھی خادمہ آ گئیں اندر سے، انہوں نے کہا کہ میاں آپ اچھے وقت پر آ گئے۔ صبح سے یہ ضد پکڑے ہوئے ہیں کہ کھانا نہیں کھاؤں گا۔ اور کھانے کا وقت ہو چکا ہے۔ مَیں نے کہا، اچھا۔ لائیے، کھانا لائیے۔ لاؤ ہم دیکھتے ہیں کہ کیسے نہیں کھائیں گے۔ بس پھر جو ہے پھُلکے اور شوربہ، بکرے کا شوربہ لے آئیں وہ تھالی میں۔ مَیں نے اپنے ہاتھوں میں لیا اور مَیں نے کہا، حضرت مَیں آپ کو کھانا کھلانے آیا ہوں۔ تو کہنے لگے کہ اشتہا نہیں ہے، یعنی بھوک نہیں ہے۔ مَیں نے کہا، کچھ بھی ہو، کتنا بھی ہے، تھوڑا تو کھائیے میرے ہاتھ سے۔ کہنے لگے، اچھا، ٹھیک ہے اُٹھائیے۔ تو اب ظاہر ہے، اندھا کیا چاہے دو آنکھیں۔ مُراد والے کو مُراد مل رہی ہے۔ مَیں نے نیچے ہاتھ ڈال کر اپنا سینہ مفتیِ اعظم کے سینے سے لگایا۔ اور جان بوجھ کر مَیں نے اُنہیں اُٹھانے میں تاخیر کی کہ جتنا دیر تک سینہ لگا رہے اتنا ہی مجھے مزہ ہے۔ اتنا ہی میرا سودا مہنگا ہو رہا ہے۔ بس مَیں نے اُٹھایا، پھر اُس خادمہ سے کہا مَیں نے، اور میرے ساتھ کچھ مرید بھی تھے، مَیں نے اُن سے کہا کہ گاؤ تکیے پیچھے لگا دو۔ سرکار کو مَیں نے اُٹھایا اور خود بیٹھ گیا ساتھ میں۔ اُس مُرید کے

ہاتھ میں تھالا دیا۔ تُو تھالا پکڑ۔ سرکار مفتی اعظم ہند کو مَیں نے پورا کھانا کھلایا اور خوب کھُل کے کھا رہے تھے، کہہ رہے تھے اشتہا نہیں ہے۔ یہ دیکھیے کہاں کہہ تھے اشتہا نہیں ہے۔ لیکن جب پیرزادے کا ہاتھ لگا تو سب کھا گئے۔ ماشاءاللہ وہ سب کھا گئے۔ یہ دیکھیے کہ اللہ کے ولیوں کی کیسی کیسی باتیں ہوتی ہیں، ہم کیا پہچانیں بھائی۔ بہرحال کھانا مَیں نے کھلایا۔ اب جب مَیں چلنے لگا تو مجھ سے فرمایا کہ سید میاں کو میرا اسلام کہنا۔ پھر تکیے کے نیچے ہاتھ ڈالا، ایک لفافہ نکالا، میری نذر پیش کی۔ میری نذر جو اُن کا منصب ہے کہ اپنے پیرزادے کو نذر پیش کرتے ہیں۔ تو پیش کی۔ کیا کیا لایا مَیں وہاں سے یہ تو مَیں جانتا ہوں یا میرا اللہ جانتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اُن کا فیض ہم سب پر جاری وساری رکھے۔ آمین

اُن کی روحانیت کا فیض آج بھی جاری وساری ہے۔ اور ان شاءاللہ جاری و ساری رہے گا۔ وہ ایسی شخصیت ہیں، جتنے پاورفل وہ مزار شریف کے اوپر تھے، اُس سے کہیں زیادہ پاورفل وہ مزار شریف کے اندر ہیں۔ یہ ہمارا ایمان ہے، ہمارا عقیدہ ہے۔ الحمد للہ رب العالمین، وہ میرے خاندان کی آبرو ہیں، آبرو۔ وہ پوتی ہیں ہماری۔ خانقاہِ برکاتیہ کی آبرو ہیں وہ، مفتیِ اعظم ہند قبلہ۔ آج جو ہیں لوگ یہ کہتے ہیں کہ مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ضرورت کیا ہے؟ ارے مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ضرورت ہم کو ہر قدم پر ہے۔ اگر مسلکِ اعلیٰ حضرت نہ ہو تو ہماری زندگی بیکار ہے۔ اگر اعلیٰ حضرت کا خاندان نہ ہوتا تو آج ہماری دنیا میں پتہ نہیں کیا ہوتا۔ آج ہم لوگ جو ہیں مسلمان......

کسی کو مسلمان بنانا یہ جو ہے وہ آسان ہے لیکن مسلمان کو مسلمان رکھنا یہ بہت مشکل ہے۔ یہی اعلیٰ حضرت نے کِیا۔ مسلمان کو مسلمان رکھنا یہ اعلیٰ حضرت کا کارنامہ ہے سب سے بڑا۔ اور یہی اُس خاندان کا کارنامہ ہے۔ سرکار مفتیِ اعظم کا کارنامہ ہے۔ جن کی صورت دیکھ کر نہ جانے کتنے مسلمان ہو گئے۔ ایسا نورانی چہرہ۔ کہتے ہیں لوگ کہ

ہم شبیہِ غوثِ اعظم کیوں کہتے ہیں اُن کو؟ ایسے کچھ خبیث ہوگئے ہیں، نام کے سید زادے، اپنے آپ کو سید کہلانے والے کہتے ہیں، ہم شبیہ غوث اعظم کیوں کہتے ہو؟ کیا تم نے غوثِ اعظم کو دیکھا ہے؟ ہاں! ہم نے غوثِ اعظم کو دیکھا ہے۔ ہم نے تو مصطفیٰ رضا خاں کو دیکھا ہے تو غوث اعظم کو دیکھا ہے۔ ہم نے دیکھا ہے غوث اعظم کو۔ بے شک دیکھا ہے۔ آج لوگ کیسی گستاخیاں کرر ہے ہیں، یہ آپ لوگوں کو کیا پتہ ہے۔ ممبئ میں کیسی کیسی حرکتیں ہو رہی ہیں۔ بڑے بڑے جید لوگ، بڑے بڑے بہت دھاکڑ لوگ، رضویت پر، اعلیٰ حضرت، مسلکِ اعلیٰ حضرت پر اُنگلیاں اُٹھا رہے ہیں۔ لیکن میرا یقین ہے، میرا یقینِ کامل ہے کہ اِن سب کو منہ کی کھانی پڑے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ یہ جو ہے اُن کا کچھ نہیں بگاڑ پائیں گے۔ وہ احمد رضا ہیں، وہ احمد کی رضا ہیں۔ وہ مصطفیٰ رضا ہیں تو مصطفیٰ کی رضا ہیں۔ اُن کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ پائے گا۔ سب اپنے منہ کی کھائیں گے، ان شاء اللہ۔

سب اُن سے جلنے والوں کے گُل ہوگئے چراغ
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

اور ان شاء اللہ تبارک وتعالیٰ قیامِ قیامت تک فروزاں رہے گی۔ یہ سید زادے جو ہیں، نام کے سید زادے، نام نہاد سید زادے، ڈفالی زادے۔ یہ ڈفالی کی اولاد ہیں سب یہ۔ یہ اعلیٰ حضرت کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔ اِن کو جو ہے اپنے کیے کی سزا بھگتنی پڑے گی، ان شاء اللہ تبارک وتعالیٰ چاہے گا تو۔ اور بھگتتے رہیں گے۔ لوگ دیکھ رہے ہیں۔ عبرت پکڑ رہے ہیں کہ ہاں ان لوگوں کو سزا مل رہی ہے یہ سرکار ﷺ کے دربار سے۔ یہ سرکار کے دربار سے، جن کے دین کی خدمت زندگی بھر احمد رضا کے خاندان نے کی ہے۔ **ھل جزاء الاحسان الا الاحسان** ۔فرمان ہے تو کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیا اُس سے ہٹ کر ہو جائیں گے۔ نہیں، بلکہ وہ لاج رکھیں گے احمد رضا

خاں کی، اعلیٰ حضرت کی، مسلکِ اعلیٰ حضرت کی لاج اِن کے ہاتھوں میں ہے۔ہم نے تو ان کے سپرد کردیا۔

شاہ آلِ رسول نے یہ فرمایا کہ جب میرے دادا سید شاہ حسین حیدر نے جیسی خلافت دی، شاہِ آلِ رسول نے اعلیٰ حضرت نے مرید کرتے ہی دے دی خلافت۔ جو کچھ اُن کے پاس تھا، وہ سب دے دیا۔ایسا بھی ہوگا کوئی پیر؟ ہاں! ایسا کوئی پیر ہوگا؟ تو سید شاہ حسین حیدر سے عرض کیا کہ ہمارے خاندان کا قاعدہ یہ ہے کہ بڑے بڑے مجاہدے کرائے جاتے ہیں اور اس کے بعد کہیں خلافت دی جاتی ہے، آپ نے اُن کو ایسے ہی خلافت دے دی۔ تو فرمایا کہ جولوگ آتے ہیں وہ اپنے دل کے آئینے کو میلا لاتے ہیں۔ پہلے ہم اُس میں سے میل دھوتے ہیں۔لیکن جب احمد رضا آئے تو اِن کا دل جو ہے شفّاف تھا، آئینے کی طرح صاف ستھرا تھا اور اُس کو صاف کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ اوراس کے بعد نتیجہ کیا ہوا۔جیسے ہی اعلیٰ حضرت بیعت ہوکر باہر نکلے۔ میرے حجرے سے باہر نکلے تو خدّام کو یہ دھوکا ہوگیا کہ شاہ آلِ رسول باہر نکلے ہیں؟ سجّادہ نشین کو دیکھتے ہی خدّام کو اللہ اللہ پکارتے ہیں سب ہمارے خاندان میں، تو سب اللہ اللہ پکار اُٹھتے ہیں۔تو کہنے دیجیے احمد رضا خاں آلِ رسول بن گئے۔تو وہاں کیا دِیا اور کیا لِیا، یہ وہ جانے، اُن کا پیر جانے۔بس یہ ہے، پیر اپنا ایسا بھی ہو کہ جو اپنے مُرید پر ناز کرے اور مُرید بھی ایسا ہو۔

کوئی کیا پوچھے تیری بات رضاؔ
تجھ سے کِتّے ہزار پھرتے ہیں

یہ بے وقوف لوگ کُتّے کہتے ہیں۔ٹھیک ہے اعلیٰ حضرت نے اپنی انکساری میں کُتّے لکھا ہے۔ بے شک لکھا ہے۔ وہ اُن کا منصب تھا، وہ اُن کا معاملہ تھا۔لیکن ہم تھوڑی کہہ سکتے ہیں۔

خوش ہوں بد کام بھلے ہوں گے

خوش ہو رضا، خوش سب کام بھلے ہوں گے

ہماری آج بڑی رات ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے اس میں محفل میں ہم نے جو کچھ کہا، جو کچھ سُنا اللہ اسے قبول فرمائے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے وطفیل ہماری اس محفل کو قبول فرمائے اور ہم لوگوں کو اپنے حبیب کا ایسا ہی غلام بنائے کہ جب ہم کو فرشتے آواز دیں، جب ہمیں بلایا جائے میزان پر، تو سب کہیں کہاں ہیں محمد ﷺ کے دیوانے؟ کہاں ہیں رسول اللہ کے پروانے؟ اور ہم دوڑتے ہوئے اِن کے دامن میں جائیں، لواء الحمد کے نیچے ہمارا مقام ہو، اور اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری سماعت فرمائیں۔

اور سرکار ہمیں بلا بلا کے، بلا بلا کے کہیں آؤ آؤ سب تمہارے لیے ہے، سب تمہارے لیے ہے۔ اور ہماری لاج رکھ لیں قیامت کے دن میزان پر، پُل صراط پر اور جہاں جہاں ہمارا رب کا سامنے ہو، وہاں وہاں ہم گنہگاروں کی لاج رکھ لیں۔ **اللھم ربّنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه ونورِ عرشه سیدنا و مولانا محمد و علیٰ آله واصحابه اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین .حق لا اله الا اللّٰه۔**

آپ حضرات کو مبارک ہو بڑی رات۔

☆☆☆☆